## گورنر کا پیغام
### معیشت کا جائزہ

پاکستان نے بلند نمو کا اچھا ریکارڈ حاصل کرنے اور ملکی وغیر ملکی سرمایہ کاروں کو حوصلہ افزا امکانات پیش کرنے کی صلاحیت کا بخوبی مظاہرہ کیا ہے۔ مالی سال 04ء سے 07ء کے درمیان پاکستان کی اہم ترین کامیابیوں میں معاشی استحکام کے ساتھ 7.3 فیصد سے زائد اوسط نمو کا حصول شامل ہے۔ اس سے غیر ملکی سرمایہ کاروں میں اعتماد بحال کرنے میں مدد ملی جو مالی سال 04ء اور 07ء کے درمیان بیرون ملک سے اوسطاً 4 ارب ڈالر سرمائے کی آمد سے ظاہر ہے۔ ساتھ ہی بین الاقوامی درجہ بندی کے بڑھ کر بی پلس ہو جانے سے حکومت کو تقریباً تمام بین الاقوامی مراکز سے تقریباً 6.1 ارب ڈالر کے ریاستی قرضے حاصل کرنے میں مدد ملی اور اس ماحول سے قرضہ جات کی میعاد میں توسیع کا موقع فراہم ہوا۔ ان وسائل کے طفیل زر مبادلہ کے ذخائر اکتوبر 2007ء تک بڑھ کر 16.4 ارب ڈالر ہو گئے جو ایک ریکارڈ تھا۔ تاہم یہ تسلیم کیا جانا چاہیے کہ اس دور میں بیشتر ایشیائی معیشتوں نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا کیونکہ عالمی اقتصادی ماحول سازگار تھا اور عالمی مالی مراکز میں سیالیت کی ریل پیل تھی اور منڈیاں خوب چل رہی تھیں جس سے سرحدوں کے آر پار سرمائے کے بہاؤ کو فروغ مل رہا تھا۔

پچھلے چند سال تک اپنی قوت اور بھرپور امکانات کا مظاہرہ کرنے کے بعد پاکستان کو 08-2007ء میں ایک مشکل برس کا سامنا کرنا پڑا جب بلند معاشی نمو کے راستے میں رکاوٹ آئی۔ ملکی وسائل سرمایہ کاری کی ضروریات کے مطابق فراہم نہ ہو سکے اور انفراسٹرکچر کے اہم شعبوں میں ساختی اصلاحات میں تاخیر کی گئی اس لیے بجلی کی شدید قلت ہو گئی جس سے مجموعی معاشی کارکردگی پر اثر پڑا۔ سرمایہ کاری کی طلب متاثر ہوئی جو سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کے تناسب سے ظاہر ہے جو مالی سال 07ء میں 22.9 فیصد تھا لیکن مالی سال 08ء کے دوران گر کر 21.6 فیصد ہو گیا۔ بچت اور سرمایہ کاری کا تناسب مالی سال 07ء میں 17.8 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 08ء میں 13.9 فیصد رہ گیا اور سرمایہ کاری کی کم طلب کے باوجود بچت اور سرمایہ کاری کا فرق 3.2 فیصدی درجے بڑھ گیا۔ بچت اور سرمایہ کاری دونوں میں کمی تشویش کا باعث ہے۔ سرمایہ کاری میں کمی سے معاشی نمو سست ہو جاتی ہے اور بچت کم ہونے سے معیشت کی سرمایہ کاری کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بیرونی کھاتے پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔

یہ ابتدائی دباؤ اس وقت گمبھیر ہو گیا جب ملک کو متعدد مقامی اور بیرونی دھچکے سہنے پڑے جن سے گذشتہ برسوں کے اقتصادی فوائد ضائع ہو گئے۔ مالی سال 08ء متعدد عوامل کی وجہ سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔ یہ ایک مختلف سال تھا۔

☆ اجناس کی عالمی قیمتوں کا دھچکا پاکستان کے لیے شدید ترین تھا کیونکہ یہ ملک تیل کی درآمدات پر بہت زیادہ انحصار کرتا ہے اور بین الاقوامی نرخوں میں بہت تیزی آئی اور چونکہ سیاسی تبدیلی کے عمل کی وجہ سے تیل کی مہنگائی کی صارفین کو منتقلی میں تاخیر ہوئی اس لیے صرف زیادہ رہا۔

☆ اجناس کی عالمی گرانی، توانائی کی قلت، پانی کی کمی سے متاثرہ بعض اہم فصلوں کی ہدف سے کم پیداوار اور سیاسی تبدیلی کے دوران غیر یقینی صورتحال کے باعث حقیقی پیداواری شعبوں کی کارکردگی توقع سے کم رہی۔

☆ مالیاتی نظم ونسق کی کمزوریاں مزید نمایاں ہو گئیں۔ معلوم ہوا کہ 08-2007ء کے بجٹ کا تخمینہ بہت کم لگایا گیا تھا اور اخراجات دستیاب وسائل سے ہم آہنگ نہ تھے۔ یہ ساختی کمزوری ٹیکس اور جی ڈی پی کے کمزور تناسب کی بنا پر کئی سال سے موجود تھی۔ جب ملک کو سود اور زراعانت کے توقع سے زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑے تو مالیاتی خسارہ مزید بڑھ گیا۔ سود اور زراعانت کے اخراجات جی ڈی پی کا تقریباً 8.4 فیصد تھے۔ مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 7.4 فیصد رہا جو بجٹ کے ہدف سے لگ بھگ 3.4 فیصد زیادہ تھا، اور

☆ مالیاتی خسارے کے ساتھ تیل اور دیگر درآمدات کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں نے بیرونی جاری حسابات کا خسارہ جی ڈی پی کے 8.4 فیصد تک پہنچا دیا۔

☆ صاف ظاہر تھا کہ معاشی عدم توازن ناپائیدار سطح تک پہنچ چکا ہے جیسا کہ زرمبادلہ کے ذخائر سے بھاری رقوم کے اخراج سے واضح ہے۔ یہ ذخائر 27.1 فیصد کم ہوگئے اور آخر جون تک 11.4 ارب ڈالر تک اور 25 نومبر 2008ء تک 6.4 ارب ڈالر تک گر گئے۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی سے پیدا ہونے والی غیر یقینی کیفیت اور معاشی اشاریوں کے بگاڑ نے روپے کی قدر میں جولائی 2007ء اور 25 نومبر 2008ء کے درمیان 23.3 فیصد کمی کر دی۔

سیالیت کم ہونے کے علاوہ مجموعی طلبی دباؤ جو رسد کی دستیابی سے واضح طور پر متجاوز ہو چکا ہے، کی وجہ سے گرانی کے دباؤ میں اضافہ ہوا۔ اکتوبر 2008ء تک سال بسال صارف اشاریہ قیمت 25 فیصد کی ریکارڈ سطح تک جا پہنچا، غذائی گرانی 31.7 فیصد اور قوزی گرانی 18.3 فیصد ہوگئی۔ ان دھچکوں کے باوجود ملکی معیشت زبردست لچک کا مظاہرہ کرتی رہی اور پاکستان بدستور اپنے تمام درآمدی اخراجات برداشت اور قرضوں کے واجبات ادا کرتا رہا۔

مالی سال 09-2008ء کے لیے حکومت اور مرکزی بینک نے مل کر معاشی استحکام کا ایک پیکیج تیار کیا ہے جس پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے اور اس سے بین الاقوامی اداروں سے رقوم کے حصول میں مدد ملی ہے۔ یہ پروگرام اب 23 ماہی عرصے کے لیے آئی ایم ایف کے ساتھ کیے گئے اسٹینڈ بائی معاہدے کا ناگزیر جز ہے۔[1] موزوں اور مؤثر مالیاتی سختی کے لیے معاشی استحکام ضروری ہے تاکہ مالیاتی سختی سے قبل لائی جانے والی زری سختی کے گرانی کے دباؤ پر مطلوبہ اثرات مرتب ہوسکیں۔ جہاں تک مالیاتی امور کا تعلق ہے حکومت نے بیشتر زر اعانت مرحلہ وار ختم کرنے کا آغاز کر دیا ہے اور باقی ماندہ کو بھی موزوں اقدامات کرکے نمٹا دیا جائے گا جبکہ ٹیکس سے متعلق انتظامی اصلاحات سے محاصل کو تحریک ملے گی اور نجکاری کا عمل نئی قوت سے شروع ہونے سے تخفیف غربت کے پروگراموں کی مالکاری میں مدد ملے گی۔

حکومت نے مرکزی بینک سے اپنی وسیع قرض گیری کے گرانی پر اثرات کو کھل کر تسلیم کیا ہے۔ یہ قرض جولائی سے نومبر 2008ء کے دوران 380 ارب روپے تک جا پہنچا۔ اس میں نئے قرضوں کے ساتھ عرصیت پوری کرنے والے ٹریژری بلز رول اوور بھی شامل ہے جو پچھلے 18 ماہ کے دوران اخراجات بڑھ جانے کے باعث نمٹائے نہ جاسکے۔

مالیاتی دباؤ اور مبادلہ پالیسی کی دیگر پیچیدگیاں مرکزی بینک کی جانب سے بہت چوکسی کی متقاضی تھیں۔ 08-2007ء کے دوران مرکزی بینک کو اپنا پالیسی موقف تین مراحلے میں سخت کرنا پڑا جس سے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 350 بیسس پوائنٹس کا اضافہ ہوگیا۔ قوزی گرانی میں مسلسل اضافے کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے رواں سال میں اپنا پالیسی ریٹ مزید 200 بیسس پوائنٹس بڑھایا۔ اس سے زری سختی کے فوائد و نقصانات پر زوردار مباحث شروع ہوگئے ہیں اور اس پالیسی پر اعتراض کیا گیا ہے خصوصاً اس لیے کہ مرکزی بینک قانونی کمزوریوں کے باعث حکومت کی قرض گیری کو مؤثر طور پر روکنے میں کامیاب نہیں ہوسکا ہے۔ عوام کے لیے مرکزی بینک کا پیغام یہ ہے:

i۔ زری سختی سے نرخوں میں استحکام آتا ہے گوکہ اس کا اثر اس بنا پر کچھ تاخیر سے ہوتا ہے کہ زری ترسیل کی رفتار معاشی اور مالی شعبے کی خرابیوں کی بنا پر رکاوٹ کا شکار ہوتی ہے۔ یہ خرابیاں زیادہ تر ترقی پذیر ملکوں میں مشاہدے میں آتی ہیں لیکن مالیاتی پالیسی اور زری موقف میں یکسانیت نہ ہونے کی وجہ سے موجودہ ماحول میں مزید بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

ii۔ زری پالیسی مالیاتی پالیسی سے الگ تھلگ نہیں چل سکتی۔ اس حقیقت کے پیش نظر مرکزی بینک کے قانون میں چند سال قبل ترمیم کرکے زری اور مالیاتی ہم آہنگی کے لیے شقیں شامل کی گئیں جن کی رو سے بینک دولت پاکستان کے مرکزی بورڈ کو حکومتی قرض گیری پر حدود عائد کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ مسلسل سیاسی تبدیلی کی وجہ سے حکومت کے لیے اسٹیٹ بینک کی عائد کردہ حدود پر عمل کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ 09-2008ء کے بجٹ میں پہلی بار واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت مرکزی بینک سے صفر خالص قرض گیری کرے گی۔ جولائی سے اکتوبر 2008ء کے دوران مرکزی بینک سے بھاری قرض لیا جاتا رہا تاہم اب بجٹ کے لیے مالکاری کے دیگر ذرائع استعمال کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں جن میں کمرشل بینکوں (کیونکہ اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ ٹریژری بلز میں بہتر سبسکرپشن کا موقع دے رہے ہیں) اور قومی بچت اسکیموں سے لے کر بیرونی مالکاری تک شامل ہیں۔

iii۔ معاشی نظم ونسق کی قلیل مدتی انتظامی پیچیدگیوں سے نمٹتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے اپنے زری پالیسی بیانات میں بڑی قطعیت کے ساتھ سفارش کی ہے کہ مالیاتی ذمہ داری اور

---

1 3.1 ارب ڈالر کی پہلی قسط 26 نومبر کو مل چکی ہے۔

تحدید قرضہ ایکٹ 2005ء میں ایسی ترامیم کی جائیں جن کے تحت مرکزی بینک سے قرض گیری پر قانونی حد لاگو ہو تاکہ یہ قرض حکومتی مالکاری کا ذریعہ بننے کے بجائے مختلف مقاصد کے لیے قرض کے طور پر استعمال کیا جائے۔

iv۔ اسٹیٹ بینک کی اختیار کردہ زری پالیسی نے پچھلے چند ماہ کے دوران نمو کے مقابلے میں گرانی کے خطرے کو زیادہ اہمیت دی ہے لیکن زری موقف میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ پیداواری شعبوں کی کارکردگی متاثر نہ ہو۔ اس ضمن میں جو نمایاں اقدامات کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں (الف) زری انتظام اور دوسرے طریقوں کی مدد سے سیالیت کا موزوں انتظام، پچھلے دو ماہ کے دوران اسٹیٹ بینک نے لگ بھگ 320 ارب روپے کی سیالیت فراہم کی جو کمرشل بینکوں کی اپنی پیدا کردہ سیالیت کے علاوہ ہے، (ب) برآمدی مالکاری کی خاطر جاری سرمائے اور طویل المدت سرمایہ کاری کے لیے اسٹیٹ بینک کی 100 فیصد نو مالکاری کا اجرا، اور (ج) اسٹیٹ بینک نے ٹریژری بلز کی نیلامیوں کے نظام الاوقات تک صنعت کی رسائی کو یقینی بنا کر نیلامی کے نظام کو بہتر بنایا۔

v۔ ناگزیر تھا کہ مالی سال 08ء میں غیر معمولی طور پر بلند تجارتی خسارے کو زرمبادلہ کے ذخائر سے پورا کیا جاتا۔ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ زری موقف میں لچک لانی ضروری ہے۔ بیرونی جاری کھاتے کے خسارے پر بدستور دباؤ ہے جو رواں سال کے ابتدائی چار ماہ میں خاصا زیادہ رہا ہے۔ تاہم تیل سمیت اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی ہو جانے کے باعث درآمدی طلب میں کچھ نرمی آنے کا امکان ہے۔ مالی سال 08ء میں بیرونی جاری کھاتے کے خسارے کا 74.8 فیصد صرف تیل کی درآمدات کی وجہ سے تھا اور اس نے برآمدی آمدنی کا تقریباً 52 فیصد ضائع کر دیا۔

مذکورہ بالا (iv) کے تحت کیے گئے اقدامات سے نجی شعبے کو کافی وسائل حاصل ہوئے ہیں جو گذشتہ 16 ماہ کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں 21.2 فیصد نمو سے ظاہر ہے۔ زری سختی گرانی کو کم کرنے میں مدد دے گی۔ گرانی کو کم کرنا صنعتی شعبے اور عوام دونوں کے لیے اہم ہے جن کی قوتِ خرید شدت سے متاثر ہوئی ہے۔

مرکزی بینک نے اپنی زری پالیسی کو سخت کرنے کے علاوہ مالی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے بھی اقدامات کیے ہیں جن سے فائدہ ہوا ہے اور ان کے طفیل بینکاری نظام پچھلے لگ بھگ 12 ماہ کی معاشی صعوبتیں جھیلنے کے قابل ہو سکا ہے۔ زری سختی کے باوجود بینکاری کا شعبہ جو ایک باضابطہ اور نگرانی کے نظام کے تحت خوب نکھر گیا ہے، عوام اور نجی شعبے دونوں کی بڑھتی ہوئی طلب پوری کرتا رہا ہے۔ بینکاری کا شعبہ اسٹاک مارکیٹ اور دیگر غیر بینکی مالی وساطتی اداروں کو دھچکا پہنچنے سے پیدا ہونے والے مالکاری کے خلا کو بھی پُر کر رہا ہے اور مالی منڈیوں کے ان شعبوں کی قرض کی ضروریات کی تکمیل میں مدد دے رہا ہے۔

مرکزی بینک کو 2005ء سے اب تک زری سختی کا موقف اختیار کیے ہوئے تقریباً 4 سال ہو گئے ہیں تاہم مالی سال 05ء سے 08ء تک کے شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دوران حقیقی جی ڈی پی کی نمو اوسطاً 6.8 فیصد ہوئی۔ نجی قرضے کی نمو کی سالانہ اوسط 22.9 فیصد کی وجہ سے پیداواری شعبے میں تیزی سے توسیع ہوئی اور یہ قرضہ جو مالی سال 04ء میں جی ڈی پی کا 24.3 فیصد تھا مالی سال 08ء میں 29.2 فیصد ہو گیا اور مالی سال 09ء کے حالیہ مہینوں میں بھی بلند رہا ہے گو کہ بعد کے مہینوں میں جاری سرمائے کی ضروریات پر گرانی کا اثر ظاہر ہوا ہے۔ نمو کو جو دھچکا پہنچا ہے وہ سودی اخراجات (جو فروخت شدہ اشیا کا بہت چھوٹا جز ہیں) کی وجہ سے نہیں بلکہ گرانی کی وجہ سے پہنچا ہے جس سے خام مال کی لاگت اور اجرتوں کے علاوہ انفراسٹرکچر اور کاروبار کرنے کی لاگت پر اثرات پڑتے ہیں جو حالیہ برسوں میں بجلی کی قلت کی بنا پر بہت بڑھ گئی۔

نجی شعبے کے قرضے کی تقسیم اشیا سازی کے شعبے کی طلب اور ساخت کے مطابق متوازن رہی ہے۔ تجارتی شعبے کے قرضے 22.3 فیصد بڑھ گئے اور زرعی قرضہ 211.6 ارب روپے تک پہنچ گیا جو تاریخی ریکارڈ ہے۔ برآمدی نو مالکاری بھی تیزی سے بڑھتی رہی ہے اور اب اسٹیٹ بینک کی نو مالکاری سہولت سے 100 فیصد فراہم کی جائے گی۔ نئے اور ابھرتے ہوئے شعبوں کو قرضوں کی تقسیم بھی ہونے لگی ہے تاہم یہ اعتراف لازم ہے کہ کاروبار کی بقا اور لائق قرضہ ہونے کی اہلیت کی اس حوالے سے زیادہ اہمیت رہی ہے جس کی بینکاری کے شعبے میں توقع کی ہی جاتی ہے۔ اس سے غیر ادا شدہ قرضہ جات کو کم کرنے میں مدد ملی ہے جو معیشت کو دھچکے پہنچنے کے باوجود کم ہیں بلکہ خالص غیر ادا شدہ قرضے کم ہو کر 1.1 فیصد رہ گئے ہیں۔

مالی منڈیاں معاشی بحالی میں کلیدی کردار ادا کرتی رہی ہیں اور کریں گی لیکن بینکاری نظام کی صحت کو قائم رکھنے کے لیے لازمی ہے کہ انتظامی اور مختلف شعبوں کی مخصوص رکاوٹیں اور خامیاں دور کی جائیں تاکہ قرضے جذب کرنے کی صلاحیت میں بہتری آئے۔ حقیقی شعبے کی اصلاحات بینکاری کی اصلاحات کے قدم بقدم نہیں چل سکیں۔ جب تک حقیقی شعبے کے مسائل حل نہیں ہوتے تب تک ان سے بینکاری شعبے کے امکانات بھی متاثر ہونے کا خطرہ رہے گا۔ اس کے ساتھ زری سختی کو مالیاتی خسارے کو جی ڈی پی کے 4.3 فیصد تک رکھنے کے ہدف کے مطابق بنانے کے لیے کوششیں کی جانی چاہئیں کیونکہ اگر اس سے انحراف ہوا تو مزید زری پیچیدگیاں پیدا ہوں گی جن کے نجی شعبے پر اثرات مرتب ہوں گے۔

## خلاصہ

### حقیقی پیداوار کا شعبہ

مالی سال 2008ء کے دوران پاکستان کی اقتصادی نمو بعض ملکی (جیسے بجلی کی قلت، بعض فصلوں کی مایوس کن کارکردگی، اور بڑھتی ہوئی سیاسی بے یقینی) اور بین الاقوامی (اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافہ اور سرمائے کی کم مقدار میں آمد) عوامل کی وجہ سے کم ہو کر 5.8 فیصد ہوگئی (جو 7.2 فیصد کے ہدف سے خاصی کم ہے)۔ بجلی کی قلت، خام مال کی فراہمی اور استعداد کے حوالے سے رکاوٹوں اور شدید سیاسی انتشار نے صنعتی شعبے کی کارکردگی کو بہت متاثر کیا۔ اسی طرح بوائی کے موقع پر پانی کی قلت، وائرس کے حملوں اور مصنوعی کھاد کی قیمتوں میں غیر متناسب اضافے نے اہم فصلوں کی کارکردگی کو متاثر کیا۔ نتیجتاً مالی سال 08ء میں جی ڈی پی کی مجموعی نمو میں اجناس کی پیداوار کے شعبے کا حصہ، گذشتہ چھ سال کے دوران مالی سال 2008ء میں کم ترین سطح پر چلا گیا۔

ملک میں سرمایہ کاری کی کمزور طلب جی ڈی پی کی سست نمو میں ایک اہم عامل ثابت ہوئی، کیونکہ سیاسی بے یقینی، بدامنی اور گرانی کی توقعات نے سرمایہ کاروں کو محتاط کر دیا تھا۔

### زراعت

مالی سال 2008ء کے دوران زرعی شعبے کی پیداوار بہت گر گئی اور اس میں صرف 1.5 فیصد کی نمو ہو سکی۔ یہ نہ صرف سال کے لیے 4.8 فیصد کے مقررہ ہدف سے خاصی کم ہے بلکہ مالی سال 2003ء کے بعد سے پست ترین شرح نمو بھی ہے۔ مالی سال 2008ء میں گندم و کپاس کی خراب کارکردگی نے گنے کی عمدہ پیداوار اور چھوٹی فصلوں، گلہ بانی و ماہی گیری کے ذیلی شعبوں میں ہونے والے اضافے کے اثرات کو زائل کر دیا۔ اہم فصلوں کی مایوس کن پیداوار کا اہم سبب انتظامی معاملات اور نرخوں کے تعین کی پالیسی ہے۔ مثلاً بوائی کے وقت کپاس، چاول اور گندم کے لیے پانی کی قلت ان فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں کمی کا باعث بنی۔ مزید برآں جب حکومت نے نرخوں کی پالیسی کے اعلان میں تاخیر کی تو گندم کی فصل کی کٹائی میں بھی تاخیر ہوئی۔ کھاد اور کیڑے مار ادویات کی بلند قیمتوں کی وجہ سے یہ چیزیں کم استعمال ہوئیں جس سے یافت کم ہوگئی۔

زرعی شعبے کو قرضوں کی تقسیم 25.4 فیصد بڑھ کر 211.6 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ قرضوں کی تقسیم اور واپسی میں ملکی نجی بینکوں نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا جبکہ تخصیصی بینک منڈی میں اپنا سابقہ حصہ برقرار رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ مالی سال 2008ء کے دوران قرض داروں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ خوش آئند پیش رفت ہے۔

خوراک کی قلت کے پوری معیشت پر اثرات کے پیش نظر وفاقی بجٹ مالی سال 2009ء میں زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے اقدامات کا اعلان کیا گیا۔ ان میں کھادوں کے متوازن آمیزے کو فروغ دینے کے لیے ڈی اے پی پر زر اعانت میں اضافے، کھادوں اور کیڑے مار ادویات پر ایکسائز ڈیوٹی کے خاتمے، آبی ذخائر کے انتظام اور آبپاشی کے نظام میں بہتری لانے کے لیے مختص رقوم بڑھانے سمیت متعدد اقدامات شامل ہیں۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے فصل بیمہ متعارف کرانے سے ان پالیسیوں کے استحکام میں مدد ملے گی اور کسانوں کی حوصلہ افزائی ہوگی کہ وہ بھاری نقصانات کی پروا کیے بغیر اپنی فصلوں پر سرمایہ کاری کریں۔

### صنعت

مالی سال 2008ء کے دوران اہم اقتصادی، سیاسی اور ساختی دھچکوں سے ملک کے صنعتی شعبے کو نقصان پہنچا ہے۔ ایندھن و خام مال کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور ملک میں توانائی کی قلت

نے مالی سال 2008ء کے دوران صنعتی سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب کیے۔ سیاسی بے یقینی اور امن وامان کے مسائل کی وجہ سے بھی دشواریاں پیدا ہوئی ہیں۔ مالی سال 2008ء کے لیے صنعتی نمو کا عبوری تخمینہ 4.6 فیصد ہے جبکہ یہ مالی سال 2007ء میں 8 فیصد رہی تھی۔ مالی سال 2008ء میں تعمیرات کے علاوہ صنعت کے تمام ذیلی شعبے اپنے طویل مدتی رجحانات کے مقابلے میں پست سطح پر رہے۔

شعبہ اشیا سازی کی نمو مسلسل تیسرے سال کم ہوئی اور مالی سال 08ء کے دوران یہ چھ سال کی سب سے نچلی سطح پر تھی۔ زیادہ تر سست رفتاری بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے میں ہوئی کیونکہ چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں معمولی کمی آئی۔ مالی سال 07ء کی طرح بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی سست رفتاری ملکی طلب، بجلی اور گیس کی قلت اور بعض شعبوں میں استعداد اور خام مال سے متعلق رکاوٹوں کی عکاسی کرتی ہے۔ تاہم مالی سال 07ء کے برخلاف ملکی تیار شدہ اشیا کی غیر ملکی طلب مالی سال 08ء میں بڑھ گئی۔

**خدمات**

اجناس کے پیداواری شعبے کی کمزور کارکردگی کے برعکس خدمات کے شعبے کی نمو گزشتہ سات سال میں چھٹی بار ہدف سے زائد رہی ہے مالی سال 2008ء میں خدمات کے شعبے کی نمو 8.2 فیصد رہی، جو سال کے مقررہ ہدف 7.2 فیصد سے زائد اور مالی سال 2007ء کی 7.6 فیصد نمو سے خاصی زیادہ ہے۔ خام ملکی پیداوار کی معتدل نمو کے حصول میں خدمات کے شعبے نے اہم کردار ادا کیا ہے کیونکہ مالی سال 2008ء کی اضافہ قدر میں اس شعبے کا حصہ تین چوتھائی بنتا ہے۔

**قیمتیں**

مالی سال 2008ء کے دوران معیشت میں گرانی کا دباؤ برقرار رہا، جس کی عکاسی قیمتوں کے تمام اشاریوں کی گرانی میں اضافے سے ہوتی ہے۔ اس مدت کے دوران صارف اشاریہ قیمت، تھوک اشاریہ قیمت، حساس قیمت اشاریہ اور جی ڈی پی تفریط کنندہ مہنگائی کے بڑھنے کو ظاہر کرتے ہیں۔

اگرچہ مالی سال 2008ء کے ابتدائی مہینوں میں گرانی کے دباؤ میں اضافے کا رجحان تھا تاہم، آخری چار مہینوں کے دوران اس میں غیر معمولی تیزی آئی۔ مالی سال 2008ء کے ابتدائی آٹھ مہینوں میں مہنگائی کو بڑھانے میں ملکی غذائی گرانی، مجموعی طلب کے دباؤ (جسے توسیعی مالیاتی پالیسی سے مزید بڑھاوا ملا) میں شدت، اجناس کے بلند عالمی نرخ اور ملکی منڈی کی خامیوں نے اہم کردار ادا کیا۔ دوسری طرف، مالی سال کے آخری چار ماہ میں گرانی میں تیز رفتار اضافہ ان عوامل کا نتیجہ تھا: اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں کا غیر متوقع طور پر بلند رہنا، ایندھن کی قیمتوں میں اضافہ اور (ملک کے بعض حصوں میں گندم کی مصنوعی قلت نیز اس کی سرکاری امدادی قیمت کو مناسب سطح پر لائے جانے سے) گندم کی قیمتوں پر دباؤ۔ اسی عرصے کے دوران روپے کی قدر میں تیزی سے کمی ہوئی جس نے معیشت میں گرانی کی توقعات بڑھا دیں اور گرانی گذشتہ تین دہائیوں کی بلند ترین سطح پر جا پہنچی۔

غذائی گرانی پورے مالی سال 08ء کے دوران بڑھتی رہی۔ صارف اشاریہ قیمت غذائی گرانی مارچ کے مہینے سے تیزی سے بڑھی۔ اس کی وجہ بعض ضروری غذائی اشیا کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ تھا۔ مالی سال 2008ء کی دوسری ششماہی میں غیر غذائی گرانی میں تیزی سے اضافہ دیکھا گیا۔ اس کے پس پردہ یہ عوامل کارفرما تھے: پیٹرولیم مصنوعات کے بلند نرخوں کی صارفین کو منتقلی، فضائی وزمینی کرایوں اور بجلی وگیس کی قیمتوں میں اضافہ۔

صورتحال کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اور بلند غذائی گرانی کے دورِ ثانی کے اثرات کو روکنے کے لیے مرکزی بینک نے عبوری زری پالیسی کے ذریعے مئی 2008ء میں زری پالیسی سخت کردی۔ اسٹیٹ بینک کے سخت زری موقف کی وجہ سے توقع ہے کہ مالی سال 2009ء کی دوسری ششماہی میں گرانی کے دباؤ میں کمی آئے گی تاہم اس کے لیے ضروری ہوگا کہ تیل وبنیادی اشیا کے نرخوں میں مزید کوئی مطابقت نہ ہو اور اجناس کے عالمی نرخوں میں استحکام (یا کمی) کا رجحان برقرار رہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مالی سال 2008ء میں گرانی کا دباؤ گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں وسیع البنیاد تھا اور اس کا اظہار اس امر سے ہوتا ہے کہ مالی سال 2008ء میں پہلے سے زیادہ اشیا کی قیمتوں میں دو ہندسی اضافہ دیکھا گیا۔ قوزی گرانی کے دونوں پیمانوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ گرانی کا دباؤ برقرار ہے۔ قوزی گرانی میں اضافے کے رجحان سے پتہ چلتا

ہے کہ گرانی کا دباؤ تیزی سے بحالی کی صلاحیت رکھتا ہے۔

## زری پالیسی

اجناس کی عالمی قیمتوں میں مسلسل اضافے اور ملکی پیداوار میں کمی کے نتیجے میں مالی سال2008ء کے دوران معیشت میں گرانی کے دباؤ میں غیر متوقع اضافہ ہوا۔ اسی طرح، حکومت کی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری میں غیر معمولی اضافے کے باعث طلب کے بڑھنے سے جاری حسابات کے توازن میں ابتری مزید بڑھی۔ نتیجتاً، زری سخت گیری کے متعدد اقدامات کے باوجود جون2008ء تک صارف اشاریہ قیمت گرانی تین دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ یہ امر بھی پریشان کن ہے کہ قوزی گرانی جون2008ء میں بڑھ کر 17.2 فیصد تک پہنچ گئی جو کہ دسمبر 2007ء میں 8.7 فیصد تک رہی تھی۔ قوزی گرانی ایک پیمانہ ہے جو گرانی کی صورتحال کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔

بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے اور اس کی مالکاری نے مالی سال2008ء کی زری پالیسی کے لیے کئی مشکلات پیدا کیں۔ حکومت نے مشکل مالیاتی صورتحال کے باوجود مالی سال کے زیادہ تر عرصے کے دوران بھاری بھرکم زراعانت برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس خسارے کی مالکاری مرکزی بینک سے قرض لے کر کی گئی۔ اسٹیٹ بینک سے حکومت کے ایسے قرضے گرانی میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ مالی سال2008ء کے دوران حکومت نے اعانت میزانیہ کی مد میں اسٹیٹ بینک سے 688.7 ارب روپے حاصل کیے، اگرچہ اسٹیٹ بینک کے زری پالیسی بیان میں حکومت سے خالص واپسی کی سفارش کی گئی تھی۔

بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ اور اجناس کی عالمی قیمتوں کی بلند سطح ملک کے بیرونی کھاتے میں مزید بگاڑ پیدا کرنے کا باعث بنی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال2008ء کے دوران جاری حسابات کا خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 8.4 فیصد تک پہنچ گیا جو گذشتہ مالی سال میں 4.8 فیصد تک رہا تھا۔

طلب کے دباؤ نے نجی شعبے کے قرضوں کو بھی متاثر کیا ہے۔ زری سخت گیری کے باوجود جنوری کے بعد نجی شعبے کے قرضوں کی نمو میں اضافہ شروع ہو گیا اور مالی سال2008ء کے دوران یہ 16.5 فیصد کی سطح پر رہا جو گذشتہ سال کی 17.3 فیصد نمو کے مقابلے میں تھوڑا سا زیادہ ہے۔ تاہم مالی سال2008ء میں مسلسل دوسرے سال صارفی قرضوں کی طلب میں کمی کا رجحان جاری رہا۔[2]

تاریخی رجحانات سے پتہ چلتا ہے کہ طویل مدتی اقتصادی نمو کے لیے زری سختی کے اقدامات کامیاب ثابت ہوئے ہیں کیونکہ اس سے ایسا ماحول پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے جس میں قیمتیں مستحکم یا پست سطح پر ہوں اور گرانی کی قابل پیش گوئی شرح برقرار رہے۔

## سرکاری مالیات اور مالیاتی پالیسی

مالی سال2008ء میں محاصل کی نمو میں کمی، بھاری سودی ادائیگیوں اور زراعانت کے باعث مجموعی اخراجات میں خاصے اضافے کی وجہ سے مالیاتی کارکردگی کے تمام اظہاریوں میں شدید ابتری کا رجحان دیکھنے میں آیا ہے۔ مذکورہ عوامل کی وجہ سے مالی سال2008ء میں مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 7.4 فیصد ہو گیا جو سال کے لیے مقررہ 4 فیصد ہدف اور گزشتہ مالی سال کے 4.3 فیصد سے کافی زیادہ ہے۔ یہ 1999ء کے بعد سے مالیاتی خسارے کی بلند ترین سطح ہے۔ مالی سال2007ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 4.3 فیصد تک رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ محصولاتی توازن بلحاظ جی ڈی پی بھی مالی سال2008ء میں خسارے کا شکار ہو گیا جو گذشتہ برسوں میں صفر کے آس پاس تھا۔

م س08ء کے دوران محصولاتی توازن[3] ابتری کا شکار ہو کر خسارے میں تبدیل ہو گیا اور جی ڈی پی کے 3.4 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ اس کا ہدف جی ڈی پی کا ایک فیصد فاضل مقرر کیا گیا تھا۔ یہ امر تشویشناک ہے کیونکہ مالیاتی ذمہ داری وتحدید قرضہ ایکٹ 2005ء کے تحت م س08ء اور اس کے بعد محصولاتی توازن بلحاظ جی ڈی پی کم از کم صفر رہنا ضروری ہے۔

2 مالی سال08ء کے دوران صارفی قرضوں کی نمو میں 3.1 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال06ء اور 07ء کے دوران اس میں 43.5 فیصد اور 17.0 فیصد نمو ریکارڈ کی گئی۔

3 محصولاتی توازن سے حکومت کی بچت کی صلاحیت کو جانچا جاتا ہے اور اسے مجموعی محاصل اور جاری اخراجات میں فرق کی بنیاد پر اخذ کیا جاتا ہے۔

بنیادی توازن[4] بلحاظ جی ڈی پی میں 2.7 فیصد خسارہ ریکارڈ کیا گیا جو مالی سال 2007ء میں 0.1 فیصد تک رہا تھا۔ بھاری سودی ادائیگیوں کے باوجود بنیادی توازن بگاڑنے میں جاری اخراجات کی بلند سطح نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

## ملکی و غیر ملکی قرضے

مالی سال 01ء سے مالی سال 07ء تک ملک کے مجموعی قرضوں کی صورت حال میں مستقل بہتری رہی لیکن مالی سال 08ء یہ تیزی سے خراب ہونا شروع ہوگئی جس سے ملک کے بھاری مالیاتی خسارے اور جاری حسابات کے خسارے کے ساتھ ساتھ اقتصادی نمو میں بھی کمی کی عکاسی ہوتی ہے۔ ملک کے مجموعی قرضہ جات و واجبات کے اسٹاک (TDL) میں 26.9 فیصد سال بسال اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 6417.4 ارب روپے ہوگیا اور ساتھ ہی قرضہ جاتی برداشت کے اظہاریوں میں بھی بگاڑ پیدا ہوا۔ مجموعی قرضہ جات و واجبات اور جی ڈی پی کے تناسب میں، جو قرضہ برداشت کرنے کی ملکی صلاحیت کا پیمانہ ہے، کمی کا گذشتہ سات سال کا رجحان ختم ہوتا نظر آرہا ہے کیونکہ مالی سال 08ء میں یہ بڑھ کر 60.1 فیصد تک ہوگیا۔

مالی سال 08ء کے دوران مجموعی قرضہ جات و واجبات میں تیزی سے اضافہ ملکی و غیر ملکی قرضوں دونوں ہی کے تقریباً یکساں طور پر بڑھ جانے کی وجہ سے ہوا۔ قرضوں کے ان دونوں زمروں میں تیز نمو دیکھنے میں آئی تاہم مالی سال 07ء کے مقابلے میں واجبات کی نمو میں معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ملکی قرضوں میں اضافہ نہ صرف مالی سال 08ء کے بھاری مالیاتی خسارے کی عکاسی کرتا ہے بلکہ بیرونی مالکاری کی دستیابی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ مالی سال 08ء کے دوران روپے کی قدر کے لحاظ سے غیر ملکی قرضوں کی نمو میں اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف جاری حسابات کا خسارہ بڑھ گیا بلکہ غیر قرضہ جاتی بیرونی رقوم میں کمی آئی اور روپے کی قدر میں تخفیف بھی ہوئی۔

## بیرونی شعبہ

### ادائیگیوں کا توازن

جاری حسابات کے خسارے میں خرابی مسلسل چوتھے سال جاری رہی اور مالی سال 08ء میں جی ڈی پی کے 8.4 فیصد تک پہنچ گئی جو پچھلے تیس سال کی بلند ترین سطح ہے۔ پاکستان کے بیرونی کھاتے کا یہ منفی رجحان مذکورہ عرصے کے دوران مالی کھاتے کی فاضل رقم کی بنا پر مزید خرابی کا شکار ہوا۔ نتیجے کے طور پر روپے اور ڈالر کی شرح مبادلہ اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ برقرار رہا۔

مالی سال 08ء میں جاری حسابات کے بڑھتے ہوئے خسارے پر ایک طرف تو مجموعی ملکی طلب کا اثر تھا اور دوسری جانب دیگر متعدد خارجی اور داخلی عوامل تھے۔ پاکستان کو تیل اور دیگر اجناس کی عالمی قیمتوں میں بے پناہ اضافے اور ٹیکسٹائل کی اہم برآمدی منڈیوں میں سست روی کا سامنا کرنا پڑا اور ساتھ ہی حقیقی پیداوار کے شعبوں میں (بجلی کی قلت، مایوس کن فصلوں وغیرہ کی وجہ سے) کم پیداواری نمو اور بہت زیادہ توسیعی مالیاتی پالیسی کی بنا پر درآمدی طلب میں تیزی آئی۔ جن اشیا پر زراعانت دیا گیا تھا ان کی بہت زیادہ خرید و فروخت اور اسمگلنگ کی وجہ سے مقامی معیشت کو اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے بچانے کی کوششیں بھی مہنگی ثابت ہوئیں۔ ان تمام عوامل نے م س 08ء میں جاری حسابات کے خسارے کو مزید بگاڑنے میں خاصا کردار ادا کیا۔ کارکنوں کی ترسیلات وہ واحد چیز تھی جس نے کچھ سہارا دیا اور م س 08ء کے دوران ان میں 17.4 فیصد اضافہ ہوا۔

مالی سال 2008ء میں عالمی مالی بحران میں شدت آجانے اور سیاسی حالات کے باعث ملک میں سرمایہ کاری کے سطح بلند ہوگئی جس نے بین الاقوامی منڈیوں سے سرمایہ جمع کرنے کی ملکی صلاحیت کو بری طرح متاثر کیا۔ نجکاری کے مجوزہ منصوبے مؤخر، ریاستی قرضوں کا اجرا ملتوی اور جزدانی سرمایہ کاری بے حد پست سطح پر آگئی۔ سرمائے کی آمد گھٹنے سے زرمبادلہ کے ذخائر اور شرح مبادلہ پر دباؤ بڑھا۔

جاری حسابات کے تیزی سے بڑھتے ہوئے خسارے اور اس کے نتیجے میں زرمبادلہ پر دباؤ کی وجہ سے ان حسابات میں مطابقت لانا بے حد ضروری ہے۔ عالمی تجربے سے ظاہر ہوتا

4 بنیادی توازن سے مالیاتی خسارے کی پائیداری کا جائزہ لینے میں مدد ملتی ہے۔ یہ سودی ادائیگیوں (جنہیں گذشتہ حکومت کی پالیسیوں نے جنم دیا) کے اثرات کو منہا کرکے موجودہ امتیازی میزانیہ موقف کو اجاگر کرتا ہے۔

ہے کہ جاری حسابات میں ردوبدل ملکی طلب میں تیزی سے کمی، حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں کمی یا ان دونوں کے امتزاج سے ہوتی ہے۔

### غیرملکی تجارت

تجارتی خسارہ گذشتہ چھ برسوں سے مسلسل بڑھتا جارہا ہے اور مالی سال08ء کے دوران یہ 20.7 ارب امریکی ڈالر کی غیر معمولی سطح تک پہنچ گیا۔ تجارتی خسارے میں توسیع کی بنیادی وجہ تیزی کے ساتھ بڑھتی ہوئی درآمدات ہیں جس نے برآمدات میں ہونے والی قدرے بہتر نمو کو ماند کردیا۔ برآمدات میں مجموعی طور پر بہت بہتری آئی اور وہ 19.2 ارب ڈالر کی تاریخی سطح تک پہنچ گئیں جو مالی سال08ء کے سالانہ برآمدی ہدف سے تھوڑا سا زیادہ ہے۔

درآمدی نمو میں تیزی سے اضافے کی وجہ بین الاقوامی اشیا کی قیمتوں میں اضافہ، ملک میں گندم اور کپاس کی قلت اور چند شعبوں کی طلب کا دوبارہ بڑھنا مثلاً بجلی پیدا کرنے کی مشینری، کیمیکلز وغیرہ ہیں۔ خاص طور پر مجموعی درآمدات میں اضافے کا خاصا حصہ بین الاقوامی تیل کی بلند قیمتوں کی وجہ سے ہے۔ غیر ٹیکسٹائل شعبے کا برآمدات کی نمو میں بڑا حصہ ہے جبکہ مالی سال08ء کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کی برآمدات میں کمی دیکھی گئی ہے۔

### سماجی و معاشی صورتحال

پاکستان دنیا کا چھٹا سب سے زیادہ گنجان آباد ملک ہے۔ پاکستان کی آبادی کی شرح نمو 2000ء میں 2 فیصد تھی جو 2008ء میں گر کر 1.8 فیصد ہوگئی ہے۔ حکومت کی کامیاب مداخلت کے نتیجے میں ہیڈ کاؤنٹ تناسب میں کمی آئی ہے اور یہ 01-2000ء کے 34.5 فیصد سے کم ہوکر 06-2005ء میں 22.3 فیصد ہوگیا ہے۔ تاہم اندیشہ ہے کہ زیادہ تر آبادی خط غربت کے آس پاس رہے گی۔ پاکستان میں مطلق غربت کے زوال پذیر رجحان کے باوصف صرفی عدم مساوات میں اضافہ ہوا ہے جس سے امیر و غریب کے درمیان خلیج مزید بڑھ گئی ہے۔

مالی سال07ء میں تعلیمی اظہاریوں میں بہتری دیکھنے میں آئی۔ شرح خواندگی مالی سال06ء کے مقابلے میں ایک فیصدی درجے بڑھ کر مالی سال07ء میں 55 فیصد ہوگئی۔ داخلوں کی مجموعی شرح میں 4 فیصدی درجے اضافہ ہوا جبکہ مالی سال07ء میں داخلوں کی خالص شرح 3 فیصدی درجے بڑھی تھی، اس طرح یہ 56 فیصد ہوگئی۔ بہرحال پاکستان اعلان ہزاریہ میں متعین کردہ اہداف سے پیچھے ہے۔ مزید برآں شعبے کے صنفی مساوات کی صورت حال بھی خراب ہے۔

جنوبی ایشیا کے ممالک میں پاکستان میں شیرخوار بچوں کی شرح اموات اور پانچ سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات سب سے زیادہ ہے اور صحت سے متعلق ہزاریہ مقاصد ترقی کے حصول میں ابھی بہت پیچھے ہے۔ شیرخوار بچوں کی اموات میں جس رفتار سے کمی آرہی ہے اس سے شیرخوار بچوں کی شرح اموات کا ہدف پورا ہونے کا امکان ہے تاہم موجودہ صورتحال میں پانچ سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات سے متعلق وسط مدتی ترقیاتی فریم ورک اور ہزاریہ مقاصدِ ترقی دونوں کے اہداف کا حصول مشکل نظر آتا ہے۔

ملک کے اہم سماجی و معاشی اظہاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں مزید کوششوں کی ضرورت ہے۔ حکومت نے ملک میں معاشی استحکام اور سماجی شعبے کی ترقی کو اوّلین اہمیت دی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ غریب اور پسماندہ افراد کی معاشی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے مزید فنڈز مختص کیے جائیں تاہم ان وسائل کے مؤثر اور شفاف استعمال کو یقینی بنایا جائے۔